انہوں نے اپنی ان تصانیف میں حدیث کی معروف شروح اور فقہ کی مستند کتب پر انحصار کیا ہے۔ پھر انہوں نے خاص طور پر اس امر میں احتیاط کی ہے کہ طلباء کو اُن علمی مُوشگافیوں میں نہ الجھایا جائے جو جدید ذہن سے مناسبت نہیں رکھتیں۔

اگر فاضل مصنّف پُوری مشکوٰۃ کا اس علمی انداز پر تفسیر اور ترجمہ کر دیں تو یہ انشاء اللہ نہایت ہی مفید دینی خدمت ہوگی۔

مسلمانوں کے عقائد و افکار یعنی مقالاتُ الاسلامیّین	تالیف: علامہ ابوالحسن اشعری۔ ترجمہ و تعلیق: مولانا محمد حنیف ندوی شائع کردہ: ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ کلب روڈ، لاہور۔

مذہب کی تاریخ کا اگر مطالعہ کیا جائے تو یوں احساس ہوتا ہے کہ یہ ساری تاریخ عقل کو اس کی فطری حدُود سے لذّت آشنا کرنے کی دلچسپ داستان ہے۔ ایمانیات، یعنی اَن دیکھے حقائق پر غیر متزلزل اور پختہ یقین کا اصل مقصد اور مدّعا اس کے علاوہ اور کیا ہے کہ انسانی ذہن میں اس احساس کو راسخ کیا جائے کہ اس کائنات میں چند ایسے حقائق بھی ہیں، جنہیں تسلیم کیے بغیر انسانی زندگی میں کوئی معنویت پیدا نہیں ہو سکتی، مگر جو تجربے اور مشاہدے کی زد سے ماوراء ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ انسانی عقل کا یہ پہلو بھی ہمارے سامنے ہے کہ وہ ان ایمانیات کے لیے ایسی علمی بنیادیں فراہم کرنے کی آرزو مند رہتی ہے جو تجربے اور مشاہدے کے مسلّم اور متعارف اصولوں کے مطابق تیار کی جائیں۔ اس کوشش میں عقل کے علمبردار فطری حدُود سے تجاوز کر جاتے ہیں اور مجرّد عقل کی مدد سے ایمانیات کے بارے میں تسکینِ قلب کا سامان فراہم کرنے کی کوشش کرتے ہیں جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ یا تو ایمانیات کی ہیئت اور ان کا مزاج بدلتا ہے یا ان کے متعلق شکوک و شبہات کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ ان حالات میں بعض لوگ تصوّف کی طرف رجوع کرتے ہیں اور بعض عقل کو نئے انداز اور نئے دلائل کے ساتھ اُسے اس کے فطری حدُود سے آشنا کرتے ہیں۔

زیرِ تبصرہ کتاب اس فاضل مصنف کا علمی شاہکار ہے جس نے چوتھی صدی ہجری میں عقل کو اس کے فطری حدود کا پابند کرنے کی کوشش کی اور اس طرح اعتزال و تجہّم کے خلاف، تعقّل پرستی، ثنویت اور دہریت کے خلاف ایک معرکہ سر کیا۔ اس کتاب میں علامہ ابوالحسن اشعری نے اپنے دَور کی فکری گمراہیوں کی بغیر کسی

تعصّب کے نشاندہی کی ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے یہ حقیقت منکشف ہو جاتی ہے کہ گمراہی اگرچہ نئے نئے انداز بدل کر آتی ہے مگر اس کا مزاج ایک ہی ہے۔

مولانا حنیف ندوی نے اس فاضلانہ تصنیف کو بڑے علمی انداز سے اردو کے قالب میں ڈھالا ہے اور جہاں جہاں ضرورت محسوس کی ہے وہاں بعض امور کی صراحت بھی کر دی ہے کتاب کا مقدمہ بڑا جاندار اور عالمانہ ہے اور انہوں نے ۳۵ صفحات میں علمِ کلام کے بیشتر مباحث کو نہ صرف سلیقے سے سمیٹا ہے بلکہ مذہب، عقل، اور تصوف کے حدود کو بھی متعین کرنے کی کوشش کی ہے۔ اردو ادب کے ذخیرے میں یہ کتاب ایک قابلِ قدر اضافہ ہے۔

معیارِ طباعت و کتابت عمدہ ہے۔

وجودِ باری پر کائنات کی گواہی | تالیف: جناب اظہر جلیل بجنوری۔ ناشر: ادارہ تحقیقاتِ تعلیماتِ اسلامیہ عافیت کدہ شالامار ٹاؤن۔ لاہور۔ ملنے کا پتہ: کاشانۂ ادب ۸ کچہری روڈ لاہور۔ قیمت قسم اوّل ۸ روپے قسم دوم ۶ روپے۔ صفحات ۳۹۲۔

انسان اگرچہ کسی بلند و بالا ذات کے وجود کو کسی نہ کسی صورت میں ہمیشہ سے تسلیم کرتا رہا ہے مگر ہر دور میں ایک ایسا گروہ موجود رہا ہے جس نے خدائے حقیقی کے بارے میں شکوک و شبہات کا اظہار بھی کیا ہے۔ جناب اظہر جلیل صاحب نے اپنی اس قابلِ قدر تصنیف میں وجودِ باری تعالیٰ کے بارے میں بہت سے دلائل جمع کیے ہیں اور خوبی یہ ہے کہ انہوں نے ان دلائل میں اسلوب وہی اختیار کیا ہے جو قرآن مجید کا ہے۔ یعنی اندھے بہرے لزوم سے کائنات کا یہ وسیع و عریض نظام ایک مقصدی ترتیب اور معنوی ربط کے ساتھ کس طرح خود بخود معرضِ وجود میں آگیا! یہ منظم اور منضبط کائنات یقیناً ایک صاحبِ ارادہ باشعور اور حکیم ذات کی تدبیر کا نتیجہ ہے۔

اس کتاب کا مطالعہ مغرب زدہ نوجوانوں کے لیے خاصا مفید ہو سکتا ہے۔

معیارِ طباعت و کتابت گوارا ہے۔

مزمورِ مُغنّی | تالیف: جناب عبدالعزیز خالد صاحب۔ شائع کردہ: ٹریڈ اینڈ انڈسٹری پبلیکیشنز لمیٹڈ۔